www.KitaboSunnat.com

از افادات شیخ التفسیر

حضرت مولانا حافظ محمد حسین امرتسری روپڑی رحمۃ اللہ علیہ

نکاح شغار عرف وٹہ سٹہ

ماہنامہ "مُحدّث" لاہور شیخ التفسیر حافظ محمد حسین روپڑی، شیخ الحدیث حافظ عبد اللہ روپڑی اور خطیب ملت حافظ محمد اسماعیل روپڑی رحمہم اللہ اجمعین کے باقیات الصالحات سے ہے۔ اس لیے ادارہ "محدث" گاہے بگاہے ان کے علمی اور تحقیقی مضامین شائع کرتا رہے گا تاکہ مرحومین کا فیض جاری رہے۔

زیر نظر مضمون شیخ التفسیر حافظ صاحب مرحوم کا ایک قلمی رسالہ ہے جو انہوں نے محققِ شہیر مولانا عبد القادر عارف حصاری کے مطالبہ پر تحریر کیا تھا لیکن مرحوم اپنی علالت کی وجہ سے اس پر نظرِ ثانی نہ فرما سکے۔

ادارہ "محدث" نے مسودہ سے ضروری نکات جمع کر کے اسے مرتب کیا ہے اور مجلس التحقیق الاسلامی لاہور کے فاضل رکن حافظ ثناء اللہ مدنی نے بعض مقامات پر تعلیق کا اہتمام کیا ہے۔

یہ مضمون اگرچہ خاصا علمی ہے لیکن امید ہے کہ تحقیق و علم کے شائقین اس سے ضرور مستفید ہوں گے۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا و لم یکن له شریك فی الملك و خلق کل شیء فقدرہ تقدیرا و صلی اللہ علی محمد النبی الامی المرسل الی الناس کافة بشیرا و نذیرا وعلی اٰله و صحبه وسلم تسلیما کثیرا

یہ رسالہ نکاح شغار میں ہے جسے پنجاب میں "نکاح وٹہ سٹہ" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شغار

یہ عربی لفظ ہے جو شرعاً نکاح باطل کی ایک قسم کے لیے مستعمل ہے جس کی تعریف یہ ہے کہ ایک شخص اپنی متعلقہ عورت کا دوسرے شخص کو اس شرط پر نکاح دے کہ وہ بھی اسے اپنی متعلقہ کا نکاح دے ـــــ خواہ تقرر مہر ہو یا نہ [1]

شغار کی لفظی تحقیق

لغت میں اس کے اصلی معنی رفع یعنی اٹھانے کے ہیں۔ کہا جاتا ہے شغر[2] الکلب اذا رفع رجلها لیبول (کتے نے پیشاب کے لیے ٹانگ اٹھائی) اور جب باب مفاعلہ سے ہو تو رفع میں مشارکت مراد ہو گی۔ شغار باب مفاعلہ کا مصدر ہے جس کی تائید ابی ریحانہ کی حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ لفظ یہ ہیں:

---

[1] امام ابن حزمؒ نے المحلی (۹: ۶۲۶) میں یہی تعریف ذکر کی ہے اس کے بعد امام مالک سے نقل فرماتے ہیں:

لا یجوز ھذا النکاح و یفسخ دخل بھا او لم یدخل وکذلک لو قال: ان وجک ابنتی علی ان تزوجنی ابنتک بمائۃ دینار فلا خیر فی ذلک. کہ یہ نکاح ناجائز ہے اور فسخ ہو گا خواہ زوجین جمع ہو چکے ہوں یا نہ اور یہی حکم ہے اس نکاح کا کہ کہے میں تجھے اپنی بیٹی کا نکاح دیتا ہوں اس شرط پر کہ تو مجھے سو دینار مہر سے اپنی بیٹی کا نکاح دے۔ اس میں کوئی خیر نہیں۔

امام ترمذی اپنی جامع میں فرماتے ہیں۔

وقال بعض اھل العلم: نکاح الشغار مفسوخ ولا یحل وان جعل لھما صداق وھو قول الشافعی واحمد واسحاق کہ بعض اہل علم نے فرمایا: نکاح شغار فسخ ہو گا اور منعقد نہیں ہو گا۔ اگرچہ دونوں کے لیے مہر کا تقرر ہو اور یہ شافعی، احمد اور اسحاق کا مذہب ہے۔

[2] عن ابن درید: شغر الرجل المرءۃ اذا رفع برجلیھا للنکاح (تاج العروس) قاموس میں ہے شغر۔ کمنع۔ الرجل المرءۃ شغورا رفع رجلھا للنکاح۔ شغر۔ رفع کے معنی میں ہو تو منع باب سے استعمال ہوتا ہے اور خلوّ کے معنی میں ہو تو نصر سے۔ ۱۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ان النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نھی عن المشاغرۃ (اخرجہ ابو الشیخ فی کتاب النکاح)

یعنی حدیث میں شغار اور مشاغرہ دونوں لفظ آئے ہیں جو باب مفاعلہ کی مصادر ہیں۔ امام اللغۃ ابن قتیبہؒ شغار کے معنی میں فرماتے ہیں:

"کل واحد منھما یشغر عند الجماع"

شغار شرعی اسی محاورہ سے ماخوذ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ

"شغر البلد اذا خلا" (یعنی شہر محافظ سے خالی ہو گیا۔) سے ماخوذ ہے۔

اور اس کا اصل معنی بعد اور خلو ہے اور شغار کو مہر سے خالی ہونے کی وجہ سے شغار کہا جاتا ہے۔ لیکن یہ مرجوح ہے کیوں کہ شغار (شرع میں) منقول ہے اور شغار لغوی منقول عنہ۔ منقول کی اپنے منقول عنہ سے مناسبت ضروری ہوتی ہے۔

اگر غور کیا جائے تو مناسبت تامہ پہلے محاورہ سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ اس صورت میں فریقین میں رفع رجل للجماع میں مشارکت مراد ہو گی جو شغر الکلب لیبول سے بہت مناسب ہے اور لغت میں شغر الرجل[2] المرءۃ بھی مستعمل ہے لیکن شغر البلد سے ایسی مناسبت حاصل نہیں کیونکہ نکاح کے مہر سے خالی ہونے کی حیثیت ثانوی ہے۔

شغار کی معنوی تحقیق

شغار کی دو صورتیں ہیں: (۱) شغار بہ تقرر مہر (۲) شغار بلا تقرر مہر

---

[1] حافظ صاحبؒ نے اس حدیث کو بطور لغوی شاہد کے ذکر فرمایا ہے کیونکہ الفاظ حدیث لغوی طور پر ٹھیک ہیں لیکن حدیث سنداً ضعیف ہے۔

[2] بعض علماء میں جو شغر المہر کا محاورہ مشہور ہے۔ یہ عربی لغت میں مستعمل نہیں اس لیے شغار میں فریقین سے مہر کا رفع مراد لینا غلط ہے۔ ۱۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر ا

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے شغار سے مطلقاً منع فرمایا ہے مسند احمد اور صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے:-

نهى رسول الله (صلى الله عليه وسلم) عن الشغار والشغار ان يقول الرجل زوجني ابنتك وازوجك ابنتي او زوجني اختك وازوجك اختي

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے شغار سے منع فرمایا اور شغار یہ ہے کہ ایک شخص (دوسرے سے) کہے کہ میں تجھے اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح دیتا ہوں (اس شرط پر) کہ تو مجھے اپنی بہن یا بیٹی کا نکاح دے۔

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوہریرہؓ نے نکاح شغار کی جو تفسیر روایت کی ہے۔ اس میں آپ نے تقرر اور عدم تقرر مہر کی کوئی شرط نہیں لگائی۔

شبہ

اگر کوئی کہے کہ شغار کی یہ تفسیر حضرت ابوہریرہ کی ہے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں۔

ازالہ شبہ

جواب دو طرح سے ہے:-

اوّلاً: یہ ظاہر کے خلاف ہے کیوں کہ جب حدیث کا پہلا حصہ مرفوع ہے تو دوسرا (تفسیر شغار) بھی مرفوع ہوگا دوسرے حصہ کو موقوف ثابت کرنے کے لیے دلیل کی ضرورت ہے جو موجود نہیں۔ اگر یہ شبہ اس وجہ سے وارد ہوا ہے کہ تفسیر شغار کے الفاظ ابوہریرہؓ کے بھی ہو سکتے ہیں جیسا کہ پہلا حصہ ان کے الفاظ میں جس کا مفہوم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہی ہے تو اس کی وضاحت یوں ہے کہ مرفوع حدیث کے لیے صرف مفہوم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہونا ضروری ہوتا ہے۔ الفاظ بھی صحابیؓ کے ہوتے ہیں اور کبھی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے۔ صحابی اس مفہوم کے لیے اگر اپنے الفاظ بھی استعمال کرے تو حدیث مرفوع ہی ہوگی۔ جیسا کہ پہلے حصہ حدیث میں مسلّم ہے۔ نیز دوسرے حصہ کے لیے کوئی ایسا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اشارہ بھی نہیں جس سے ثابت ہو کہ ابوہریرہؓ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے الفاظ نقل نہیں کیے بلکہ اپنے لفظوں میں شغار کی تفسیر کی ہے۔ اس قسم کے کمزور شبہات سے اس کو ابوہریرہؓ پر موقوف نہیں بنایا جا سکتا۔

ثانیاً: اگر بالفرض یہ تفسیر لفظاً موقوف ہو پھر بھی حکماً مرفوع ہے کیوں کہ ابوہریرہؓ اہلِ لسان ہیں۔ ان دنوں کے مروجہ شغار سے خوب واقف تھے اور صحابی کے لیے غالب خیال یہی ہوتا ہے کہ اس نے یہ معنی نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سیکھے ہیں۔ اسی بنا پر ایسی موقوف حدیث حکماً مرفوع سمجھی جاتی ہے۔ کما تقرر فی الاصول

حدیث نمبر ۲

مسلم میں ابن عمرؓ اور ابن حبان میں انسؓ سے روایت ہے:

لا شغار فی الاسلام (یعنی اسلام میں شغار نہیں ہے۔)

اس حدیث میں لائے نفی جنس اسلام میں ایسے شغار کے وجود اور انعقاد کی نفی کر رہا ہے اور اس حدیث میں ان لوگوں کی صاف تردید ہے جو ناجائز تو کہتے ہیں مگر نکاح کے واقع ہو جانے کے قائل ہیں۔

لائے نفی جنس بطلان کی دلیل ہے۔

جمہور نحاۃ کے نزدیک لائے نفی جنس حرف ہے جو کسی شی کی جنس کی نفی کرنے کے لیے آتا ہے اور اس معنی کے لیے نص ہے۔ بنو تمیم اسے فعل منفی (انتفی) کے معنی میں لیتے ہیں اور "لا" کی خبر کو صفت بناتے ہیں۔

دونوں صورتوں میں لا شغار فی الاسلام کے الفاظ شغار کے بطلان کی دلیل ہیں۔ جو سلب کلی کا صور (علامت) ہونے کی وجہ سے شغار کے ہر فرد شغار بہ تقرر مہر اور شغار بغیر تقرر مہر کو باطل قرار دیتا ہے۔

بعض لوگ نکاح شغار کو معتبر قرار دینے کے لیے لا کی خبر کی تقدیر ایسی کرتے ہیں جس سے حرام ہونے کے باوجود نکاح منعقد ہو جائے۔ حالانکہ وہ عربیت سے ناواقف ہیں کیونکہ لائے نفی جنس کی تقدیری خبر کا قانون حسب ذیل ہے:

"خبر یا تو مطلق (افعال عامہ سے) ہو گی یا مقید، مقید کی دو صورتیں ہیں یا تو مقید بظرف ہو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گی یا مقید بغیر ظرف یعنی افعال خاصّہ سے ہوگی۔ افعال خاصہ کی صورت میں اس کا حذف منع ہے باقی صورتوں میں حذف بہت ہے۔"

اب وجود شغار باقی رکھنے کے لیے لا شغار فی الاسلام میں خبر افعال خاصہ سے بنانی عربیت کے خلاف ہے۔ کیوں کہ اس صورت میں حذف خبر منع ہے۔ حالانکہ یہاں خبر محذوف ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ یہاں خبر افعالِ عامّہ سے ہے۔

لائے نفی جنس کی طرح نہی بھی تحریم اور بطلان کے لیے ہے۔

نہی میں اصل تحریم ہے جیسا کہ خطابی نے "معالم السنن" میں کہا ہے اور اس نکاح کو ایسا ہی باطل قرار دیا ہے جس طرح نکاح متعہ اور لڑکی پر اس کی خالہ اور پھوپھی کا نکاح باطل ہے۔ امام شافعیؒ نے "کتاب الام" میں شغار اور متعہ میں صحۃ اور عدم صحۃ کا فرق کرنے والوں کی کلام کا تفصیلی معارضہ پیش کیا ہے اور امام بخاریؒ نے اسے ناجائز حیلہ قرار دیا ہے۔

اس نہی کو اصل معنی تحریم اور بطلان سے پھیرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اسی طرح لائے نفی جنس کو اصلی معنی سے پھیر کر مبالغہ[2] قرار دینا بے دلیل ہے۔

تحریم شغار اور اجماع علماء

مذکورہ بالا احادیث سے مطلق شغار کی ممانعت نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ثابت ہو چکی ہے نبیؐ نے بہ تقرر مہر اور بغیر تقرر مہر کا کوئی فرق نہیں کیا لیکن بعض علماء نے شغار کی مذکورہ بالا نبوی تفسیر سے واقف نہ ہونے کی بنا پر اس کی تعریف میں اختلاف کیا ہے جبکہ شغار کی حرمت پر سب کا اتفاق ہے۔ امام نوویؒ نے

---

[1] افعال عامہ۔ وجود، ثبوت، کون، حصول اور استقرار ہیں۔

[2] بعض لوگ کہتے ہیں کہ لائے نفی جنس ——— وجود شے کی نفی تو کرتا ہے لیکن کبھی نفی وجود سے مقصد مبالغہ ہوتا ہے۔ حافظ صاحب اسی کی تردید کر رہے ہیں کہ یہ مجاز کی قسم سے ہے جو یہاں نہیں بن سکتی کیونکہ حقیقی معنی سے مجازی کی طرف مجبور کرنے والی یہاں کوئی دلیل نہیں جس کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ ۱۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فرماتے ہیں:

"اس پر سب متفق ہیں کہ نکاح شغار ناجائز ہے" [1]

شغار کی تعریف میں بعض علماء کی غلطی کی وجہ سے میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مطلقاً ممانعت ذکر کرنے کے بعد الگ الگ احادیث سے بھی شغار کی دونوں صورتوں کی حرمت بیان کر رہا ہوں جو حسب ذیل ہے۔

نکاح شغار بہ تقرر مہر

عن عبد الرحمن بن هرمز الاعرج ان العباس ابن عبد الله بن العباس انكح عبد الرحمن بن الحكم ابنته و انكحه عبد الرحمن ابنته و قد كانا جعلا صداقا فكتب معاوية بن ابي سفيان الى مروان بن الحكم يامره بالتفريق بينهما و قال في كتابه: هذا الشغار الذي نهى عنه رسول الله (صلى الله عليه وسلم) اخرجه احمد و ابو داؤد [2]

---

[1] حافظ ابن عبد البر سے بھی یہی منقول ہے۔ مبسوط للسرخسی اور ہدایہ وغیرہ کی عبارات سے یہ وہم ہوتا ہے کہ حنفیہ شغار کی حرمت کے قائل نہیں جس کی وضاحت یوں ہے کہ متقدمین حنفیہ اس کے ناجائز ہونے میں تو دوسرے علماء سے متفق ہیں لیکن اس کی صحت وانعقاد کے قائل ہیں اور نکاح شغار کو (جب کہ وہ کر لیا جائے) صحیح قرار دے کر مہر مثل واجب کرتے ہیں اور فرمانِ نبوی کی تاویل اس طرح کرتے ہیں کہ جب مہر مثل واجب ہو گیا تو نکاح شغار نہ رہا کیوں کہ ان کے نزدیک شغار وہ ہوتا ہے جو نکاح بلا مہر ہو۔ لیکن یہ حیلہ عملی طور پر یہ صورت اختیار کر گیا ہے کہ ان کے نزدیک شغار جائز نظر آتا ہے۔ اس لیے ان کی عبارتیں اکثر جواز کا وہم ڈالتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے حیلوں سے بچائے جو نام کے پھیر سے حرام کا مرتکب بنائے۔ آمین

[2] اگر کہا جائے کہ اس روایت میں محمد بن اسحاق مدلس ہے تو جواب یہ ہے۔ اس نے یہ روایت "حدثنی" سے کی ہے لہٰذا یہ روایت صحیح ہے ۱۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمٰن الاعرج سے روایت ہے کہ عباس بن عبد اللہ بن عباس نے عبدالرحمٰن بن الحکم کو اپنی بیٹی کا نکاح دیا اور عبدالرحمٰن بن الحکم نے عباس بن عبد اللہ کو اپنی بیٹی کا اور دونوں نے مہر بھی رکھا پس معاویہ نے مروان بن الحکم کو ان کے درمیان جدائی کرا دینے کا حکم لکھا اور اپنی چٹھی میں لکھا کہ یہ وہی شغار ہے جس سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے منع فرمایا تھا

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نکاح مبادلہ بہ تقرر مہر شغار ہی ہے [1]

شبہ

اگر کوئی کہے کہ منتقی مع شرح نیل الاوطار میں وقد کانا جعلاہ صداقا کی جگہ وقد کانا جعلا صداقا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں جعل مرکب ہے جس کا پہلا مفعول (ضمیر) محذوف ہے اور معنی یہ ہے کہ انہوں نے اسی نکاح کو مہر قرار دیا تھا جو عدم تقرر مہر ہی کی صورت ہے۔

ازالہ شبہ

وقد کانا جعلاہ صداقا ضمیر کے ساتھ اکثر کی روایت ہے منتقی متن کے نسخوں، مسند احمد اور ابوداؤد واصل کتابوں میں وقد کانا جعلا صداقا بغیر ضمیر کے ہے نیز اسے محذوف ماننا قواعد عربیہ کے

---

[1] مالکی فقہ کی معتبر کتاب مختصر الخلیل ص۹۶ میں ہے۔

او کن وجنی اختك بمائة علی ان ازوجك اختی بمائة وهو وجه الشغار

یا مجھے اپنی بہن کا ایک سو (مہر) میں نکاح دے (اس بدلہ میں) کہ میں تجھے ایک سو (مہر) میں اپنی بہن کا نکاح دیتا ہوں یہ شغار ہی کی ایک صورت ہے ——— قاضی ابوبکر بن العربی نے بھی عارضۃ الاحوذی میں نکاح بہ تقرر مہر کو شغار منہی عنہ ہی کی ایک صورت لکھا ہے۔

[2] علامہ خلیل احمد سہارنپوری حنفی بذل المجہود شرح ابی داؤد (۳: ۱۷) میں رقمطراز ہیں۔

هكذا فی جمیع نسخ ابی داؤد بغیر الضمیر وكذا فی النسخة المصریة لمسند الامام احمد مثل ما فی ابی داؤد ووجدت فی ماكتب الشوكانی من نسخة منتقى الاخبار وقد كانا جعلاه صداقا بالضمیر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

خلاف ہے جس کی تفصیل یوں ہے کہ:

"جعل دو قسم کا ہوتا ہے۔ بسیط، مرکب۔ جعل مرکب مبتدا خبر کے افعال سے ہے اور فعل تحویل کہلاتا ہے۔ اگر بغیر قرینہ کے اس کا مفعول حذف کیا جائے تو تحویل کے معنی واضح نہ ہوں گے۔ نیز پہلا مفعول معنی مبتدا ہے جس کا تعین و تخصص ہونا چاہیے اور حذف میں ابہام پایا جاتا ہے۔ حذف سے جعل (مرکب) کا جعل (بسیط) سے التباس بھی لازم آئے گا جو مانع حذف ہے نیز ضرورت کے بغیر حذف فصاحت و بلاغت کے خلاف ہے۔ خصوصاً جب کہ التباس ہو۔ اس لیے یہاں کوئی مفعول (ضمیر) محذوف نہیں بلکہ جعل (بسیط) ہے اور دونوں کا نا جعل صداقا کے معنی یہ ہیں کہ ان دونوں نے مہر رکھا تھا۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار مع تقرر مہر سے منع فرمایا ہے اور حضرت معاویہؓ نے جو تفریق کا حکم دیا وہ نبیؐ کے فرمان کے مطابق تھا۔ "نہی عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کے الفاظ اس کے مرفوع ہونے کی دلیل ہیں۔ باقی رہا یہ وہم کہ شاید حضرت معاویہؓ نے یہ اپنی طرف سے کیا ہے، قابل التفات نہیں کیونکہ جس طرح صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ نقل کرے تو حدیث مرفوع ہوتی ہے اسی طرح وہ مفہوم بیان کرے تو بھی مرفوع ہوگی۔ یہاں امیر معاویہؓ نے اپنا مفہوم بیان کیا ہے۔

وضاحت

حدیث کے الفاظ "ہذا الشغار" میں مبتدا خبر دونوں معرفہ ہیں اور ایک معرف باللام ہے۔ اس لیے معرف باللام محصور ہے اور یہ حصر ادعائی ہے جس سے مبالغہ مراد ہے یعنی اس صورت (مع تقرر مہر) کا شغار میں داخل ہونا ایسا یقینی ہے جیسا کہ درست ہی شغار (ممنوعہ) ہے۔ اس مبالغہ سے مقصد حضرت معاویہؓ کا یہ ہے کہ اس صورت کے شغار سے خارج ہونے کا کسی قسم کا شبہ نہ کیا جائے۔

نکاح شغار بلا تقرر مہر

حدثنی نافع عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن الشغار

لہ المنتقی شرح الموطا (۳/۳۱۲) میں ہے: ... مستقل الکلام دون ضمیر لہ یعنی تعدیتھا الیہ بدلیل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قلت لنافع : ما الشغار ؟ قال ينكح ابنة الرجل وينكحه ابنته بغير صداق، وينكح اخت الرجل وينكحه اخته بغير صداق، اخرجه البخاری (فی کتاب الحیل وفی باب الشغار) ومسلم واحمد وابو داؤد والترمذی والنسائی وابن ماجه ولفظ ابی داؤد زاد مسدد فی حدیثه قلت لنافع وما الشغار؟ الحدیث

عبید اللہ روایت کرتے ہیں کہ نافع نے مجھے عبد اللہ بن عمرؓ سے یہ حدیث سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے منع فرمایا ہے۔ میں نے نافع سے کہا شغار کیا ہے؟ کہا، ایک شخص دوسرے کی بیٹی سے نکاح کرتا ہے اور اسے بغیر مہر کے اپنی بیٹی کا نکاح دیتا ہے اور کسی کی بہن سے نکاح کرتا ہے اور اسے اپنی بہن کا نکاح بغیر مہر کے دیتا ہے۔ اسے جماعت نے روایت کیا اور ابوداؤد کے لفظ یہ ہیں۔ زاد مسدد فی حدیثه قلت لنافع : ما الشغار؟ یعنی مسدد نے شغار کی ممانعت کے ذکر کے بعد اور شغار کی تعریف سے قبل) زیادہ کیا ہے۔ میں نے نافع سے پوچھا؛ شغار کیا ہے؟" یعنی بعد والی شغار کی تعریف نافع نے کی

یہ تعریف جو نافع نے کی ہے — شغار کی وہ صورت ہے جس میں مہر مقرر نہیں ہوتا یہ تفسیر شغار اگرچہ نافع کی ہے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شغار مطلق (بہ تقرر مہر و بلا تقرر مہر) سے منع کرنا حدیث ابی ہریرہؓ میں گزر چکا ہے۔ اس لیے نافع کی بیان کردہ صورت بھی شغار ممنوعہ کی ایک شکل ہے۔

طبرانی[1] وغیرہ کتب حدیث میں نکاح شغار کے بیان میں جن احادیث میں "لا صداق بينهما" یا "بغیر صداق"

---

[1] طبرانی میں ابی بن کعب سے جو مرفوع روایت ہے اس میں یوسف بن خالد السمتی ہے جو ضعیف ہے اور سند بھی منقطع ہے (مجمع الزوائد ۴/۲۶۶/۱۹) حافظ ابن حجر تہذیب التہذیب (۱۱/۴۱۱، ۴۱۲) میں لکھتے ہیں۔ قال معاویہ بن صالح عن ابن معین: ضعیف، وقال عبد اللہ بن احمد عن ابن معین کذاب خبیث عدو اللہ تعالیٰ، وقال الدوری عن ابن معین: کذاب زندیق لا یکتب حدیثہ۔ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری اور تلخیص الحبیر میں اس تفسیر کے متعلق جو فرمایا ہے یستأنس بہ فی ہذا المقام وہ اس وقت درست تھا جب نافع کی تفسیر مرفوع ہوتی اور اس حدیث کی تائید کرتی ۱۲ منہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ الفاظ آئے ہیں وہ سب شغار کی مذکورہ بالا منہی عنہ صورت کا بیان ہے اگرچہ وہ احادیث ضعیف ہیں [1]

تفریق

مندرجہ بالا دلائل سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ نکاح شغار باطل ہے اور اگر ایسا نکاح ہو جائے تو منعقد نہیں ہوگا اور تفریق (جدائی) کرائی جائے گی۔ جیسا کہ حضرت معاویہؓ نے کرائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان لا شغار فی الاسلام کا یہی مطلب ہے۔

نوٹ: نکاح شغار، نکاح مبادلہ اور نکاح وٹہ سٹہ ایک ہی ہیں اور نکاح میں ایسی شروط نکاح کو باطل کر دیتی ہیں خواہ وہ نکاح کے وقت ہوں یا اس سے قبل کیونکہ نکاح سے قبل کی ہوئی شرط بھی نیت میں ہوتی ہے۔ ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

تفسیر فتح القدیر

ابن کثیر، خازن، درمنثور، جلالین، ابن عباس، بیضاوی، صاوی، فتح البیان، ابن عربی، قمی، نسفی، زاد المیر سنن الکبریٰ للبیہقی، ... والترہیب، زوائد ابن حبان، دارقطنی، دارمی، نیل الاوطار، عون المعبود تحفۃ الاحوذی، الزرقانی شرح الموطا، المزرقانی شرح المواہب اللدنیہ، بحر الرائق، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، میزان الاعتدال، تذکرۃ الحفاظ، تہذیب التہذیب، طبقات ابن سعد، البدر الطالع للشوکانی، ... فی اسماء الرجال، الاحکام فی اصول الاحکام لابن حزم، المحلی لابن حزم تحقیق احمد شاکر — الفصل فی الملل والاہواء والنحل لابن حزم، ... الملل والنحل للشہرستانی، اعلام الموقعین لابن قیم، ... للنواب صدیق الحسن، البدایہ والنہایہ، تاریخ طبری، حیاۃ الحیوان وغیرہ۔ آپ اپنی کوئی ... بیچنا چاہیں تو ہمیں یاد فرمائیں۔

"رحمانیہ دار الکتب امین پور بازار لائلپور"

[1] شغار کی تفسیر میں بعض رواۃ حدیث اور ائمہ لغت لا صداق بینہما وغیرہ کی جو قید ذکر کرتے ہیں یہ قید اتفاقی ہے احترازی نہیں۔ کیونکہ عام طور پر نکاح شغار بغیر مہر کے ہی ہوتا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نکاح میں اصل تبادلہ عورت ہے۔ مہر کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ